مدارس کو درپیش اصل چیلنج

مولانا محمد سلمان بجنوری
مدیر ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، انڈیا

برِصغیر میں مغلیہ سلطنت کے خاتمہ کے بعد دارالعلوم دیوبند کے قیام سے مدارسِ اسلامیہ کے جس زریں سلسلہ کا آغاز ہوا تھا، وہ اپنے تاریخی سفر کے ڈیڑھ سو سال سے زائد پورے کرچکا ہے، اس عرصہ میں مدارس کے اس نظام نے امتِ اسلامیہ کی جو خدمات انجام دی ہیں، وہ امت کی چودہ سو سالہ تاریخ کا ایک روشن حصہ ہے؛ لیکن آج کے بدلتے حالات میں اس عظیم نظام یا تحریک کو اپنی تاریخ کے سب سے بڑے چیلنج کا سامنا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے مقاصدِ قیام پر مضبوطی سے کاربند رہتے ہوئے کس طرح نئے دور میں اپنی کارگزاری اور اِفادیت کا تسلسل باقی رکھا جائے کہ اپنے اور پرائے، مدارس کے وجود کی اہمیت و معنویت کو تسلیم کریں اور عنداللہ سرخروئی حاصل رہے۔

اس موقع پر درپیش حالات کی وضاحت سے زیادہ ضروری علوم ہوتا ہے کہ مدارس کے مقاصدِ قیام کو ذہنوں میں تازہ کرلیا جائے، تاریخ دارالعلوم میں ''نصب العین'' کے عنوان کے تحت دارالعلوم کے مقاصدِ قیام جو قدیم دستورِ اَساسی سے نقل کیے گئے ہیں، یہاں پیش کیے جاتے ہیں، کیوں کہ یہی تمام مدارس کے قیام کے حقیقی اور بنیادی مقاصد ہیں۔ تاریخ دارالعلوم جلد اوّل، ص:۱۴۲ پر لکھا ہے:

''دارالعلوم دیوبند کا قیام جن مقاصد کے لیے عمل میں لایا گیا، ان کی تفصیل دارالعلوم کے قدیم دستورِ اَساسی میں حسب ذیل بیان کی گئی ہے:

❶- قرآن مجید، تفسیر، حدیث، عقائد و کلام اور ان علوم کے متعلقہ ضروری اور مفید فنونِ آلیہ کی تعلیم دینا اور مسلمانوں کو مکمل طور پر اسلامی معلومات بہم پہنچانا، رشد و ہدایت اور تبلیغ کے ذریعہ اسلام کی خدمت انجام دینا۔

❷- اعمال و اخلاقِ اسلامیہ کی تربیت اور طلبہ کی زندگی میں اسلامی روح پیدا کرنا۔

❸- اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور دین کا تحفظ و دفاع اور اشاعتِ اسلام کی خدمت بذریعہ تحریر

وتقریر بجالانا اور مسلمانوں میں تعلیم وتبلیغ کے ذریعہ سے خیر القرون اور سلف صالحین جیسے اخلاق واعمال اور جذبات پیدا کرنا۔

❹- حکومت کے اثرات سے اجتناب واحتراز اور علم وفکر کی آزادی کو برقرار رکھنا۔

❺- علومِ دینیہ کی اشاعت کے لیے مختلف مقامات پر مدارسِ عربیہ قائم کرنا اور اُن کا دار العلوم سے الحاق۔

یہ وہ زریں مقاصد ہیں جو بنیادی طور پر بانیانِ مدارس کے پیش نظر رہے اور جن کو پیش نظر رکھ کر ان مدارس نے اپنا یہ ڈیڑھ صدی کا سفرِ عزت ووقار اور نافعیت وافادیت کے ساتھ پورا کیا۔

آج کے بدلتے حالات اور ماحول میں جب کہ مدارس کو اندرونی وبیرونی بے شمار خطرات کا سامنا ہے، سب سے بڑا چیلنج یہی ہے کہ ان بیش بہا مقاصد اور اس بنیادی نصب العین پر مضبوطی سے کاربند رہتے ہوئے کس طرح اپنا سفر جاری رکھا جائے۔ اس کے لیے نہایت سنجیدہ غور وفکر، باہمی مشاورت، آپسی رابطہ و تعاون اور دور اندیشانہ وبصیرت مندانہ فیصلوں کی ضرورت ہوگی اور ستائش کی تمنا اور صلے کی پروا سے بلند ہوکر، کامل اخلاص کے ساتھ کام کرنا ہوگا جس کے نتیجہ میں نصرت الٰہی کے ساتھ مدارس پر امت کے اعتماد اور وابستگی میں بھی اضافہ ہو اور یہ نظام، اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوتے ہوئے درپیش خطرات کا مقابلہ کرسکے اور ذمہ دارانِ مدارس اپنے اکابر کے سامنے سرخروئی کے ساتھ یہ کہہ سکیں کہ:

رندانِ قناعت پیشہ نے رکھی تھی بنائے مے خانہ
جھکتا ہے انہی کے قدموں پر چلتا ہے جو کوئی پیمانہ

(بشکریہ ماہنامہ دار العلوم دیوبند)

.....❁.....❁.....❁.....

دینی مدارس کے بارے میں آئی ایس پی آر کی پریس کانفرنس پر

اہلِ مدارس کا متفقہ اعلامیہ

ادارہ

(مؤرخہ: ۳۰؍جولائی ۲۰۲۴ء، بروز منگل، جامعہ دارالعلوم کراچی)

یہ اجلاس ڈائریکٹر جنرل آئی ایس پی آر لیفٹنٹ جنرل ارشد شریف چوہدری کی ۲۲؍جولائی ۲۰۲۴ء کی پریس کانفرنس کے تناظر میں منعقد ہوا، اجلاس میں اتفاقِ رائے سے مندرجہ ذیل بیان کی منظوری دی گئی:

1- دینی مدارس و جامعات کے قائدین کا اجلاس ڈی جی آئی ایس پی آر کے بیان اور اندازِ بیان کی شدید مذمت اور ردّ کرتا ہے، اس میں یہ تأثر دیا گیا ہے کہ ۵۰ فیصد دینی مدارس و جامعات اور ان کے سربراہان نامعلوم لوگ ہیں۔ ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ دینی مدارس و جامعات اور ان کے چلانے والوں کو پوری قوم جانتی ہے اور الحمد للہ علی إحسانہٖ ان کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ یہ مدارس پاکستان کے قانون کے تحت قائم ہوئے ہیں اور قانون کے دائرے میں مصروفِ عمل ہیں، اس طرح کا لب ولہجہ کسی بھی صورت میں قابلِ قبول نہیں ہے۔ اس سے ملک بھر میں قائم دینی مدارس و جامعات کے سربراہان، اساتذہ کرام، طلبہ و طالبات، معاونین اور کروڑوں دین دار طبقات کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ ہم چیف آف آرمی اسٹاف جناب جنرل سید عاصم منیر سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے ادارے کے ذمہ دار افسران کو ہدایات جاری کریں کہ وہ دینی مدارس و جامعات کے سربراہان، اساتذہ اور طلبہ وطالبات کو مجرم یا ملزم یا مشتبہ سمجھ کر بات نہ کریں، عوام میں آکر دیکھیں کہ ان لوگوں کی عزت کیا ہے؟

2- دینی مدارس و جامعات کے سربراہان نے ملکی تحفظ، سلامتی اور مفاد کو ہمیشہ مقدم رکھا ہے اور کبھی بھی ملکی استحکام اور سلامتی کے خلاف کوئی کام نہیں کیا، ہر مشکل مرحلہ پر مسلح افواج کی حمایت کی اور ہمیشہ دہشت گردی اور فساد کی مخالفت کی اور اس کے نتائج بھی بھگتے، اکابر علماء ومشائخ اس مشن میں شہید ہوئے۔

3- جب پیغامِ پاکستان مرتب کیا گیا تو انہی علماء نے خودکش حملوں اور دہشت گردی کے خلاف کسی صلہ وستائش کی خواہش کے بغیر محض ملک وملت کی خاطر فتوے جاری کیے، تب یہ اہلِ مدارس ذمہ دار بھی تھے، محبِ وطن بھی تھے اور انہی اداروں کے ذمہ داران اُن کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے۔

4- دینی مدارس وجامعات پاکستان میں خواندگی کو فروغ دیتے ہیں، پسماندہ علاقوں سے بچوں کو لاکر محبِ وطن بناتے ہیں، علم سے آراستہ کرتے ہیں اور معاشرے کا صحت مند شہری بناتے ہیں، ورنہ یہی نوجوان ملک کے مقابل آمادۂ پیکار گروہوں کے ہاتھ چڑھتے اور ملک کے خلاف استعمال ہوتے، آج ان اداروں کی خدمات کی قدر کرنے کے بجائے انہیں شک کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے۔

5- دینی مدارس وجامعات کے ذمہ داران نے سیاسی انتشار اور محاذ آرائی سے فائدہ اٹھانے کا کبھی سوچا بھی نہیں ہے، ہمیشہ ملک کی خیر خواہی کی ہے، مسلح افواج اور ملکی سلامتی کے لیے دعا گو رہے ہیں۔

6- اتحادِ تنظیماتِ مدارس پاکستان کی قیادت نے ہمیشہ مزاحمت کے بجائے مذاکرات اور مکالمے کو ترجیح دی ہے، ہماری تاریخ اس کی شاہد عدل ہے، لیکن ذمہ دار قوتوں نے طے شدہ معاملات کو ہمیشہ قانونی شکل دینے کے بجائے اس میں رکاوٹیں ڈالی ہیں، وقت آگیا ہے کہ اس روش کو ترک کرکے سنجیدگی سے مسائل کو حل کیا جائے اور ماتحت افسران کے بجائے وہ سربراہان جن کے پاس فیصلہ کرنے، اسے قانونی شکل دینے اور نافذ کرنے کا اختیار ہے، وہ دینی مدارس کے بارے میں سرسری اور غیر ذمہ دارانہ بیانات جاری کرنے والوں کو روکیں، اور مدارس کے مسئلہ پر سنجیدگی کا مظاہرہ کریں۔

7- مفاہمت کی حکمت عملی اختیار کرنے کے بجائے دینی مدارس وجامعات کو مزاحمت کے راستے پر ڈالنے کی دانستہ یا نادانستہ کوشش کی جارہی ہے۔ ہم متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ موجودہ طرزِ عمل سے ان عناصر کو تقویت نہ پہنچائی جائے جو مفاہمت کے بجائے مدارس کو مزاحمت پر مجبور کریں۔ ملک وملت کا فائدہ اسی میں ہے کہ معقولیت اور شائستگی کا راستہ اختیار کیا جائے۔

8- بااختیار اداروں کی یہ حکمت عملی ہماری سمجھ سے بالا ہے کہ ایک طرف مالی معاملات میں شفافیت کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور دوسری طرف دینی مدارس وجامعات کے بینک اکاؤنٹس کو منجمد کردیا جاتا ہے اور شیڈولڈ بینکوں میں اکاؤنٹ کھولنے اور انہیں آپریٹ کرنے کو ناممکن بنایا جارہا ہے، یہ عملی تضاد ناقابلِ فہم ہے۔

9- ہمارے تجربات نے بتایا ہے کہ اس وقت حقیقی اقتدار واختیار ریاست کے پاس ہے، اس لیے بہتر ہوگا کہ چیف آف آرمی اسٹاف خود براہِ راست اس مسئلے کا سنجیدگی سے جائزہ لیں، اور اس کے دوررس نتائج کو مدِنظر رکھتے ہوئے مدارس کے ساتھ ریاستی اداروں کا رویہ درست کریں اور اس معاملے میں کسی بیرونی دباؤ کی

پروانہ کریں۔

10- اتحادِ تنظیماتِ مدارس پاکستان کی قیادت نے فیصلہ کیا ہے کہ دینی مدارس وجامعات کی حریتِ فکر وعمل پر کوئی سمجھوتا نہیں کیا جائے گا، ہر قیمت پر دینی مدارس وجامعات کی حریتِ فکر وعمل کا تحفظ کیا جائے گا، اس مقصد کے لیے چاروں صوبائی صدر مقامات اور وفاقی دار الحکومت میں دینی مدارس وجامعات کے بڑے بڑے کنونشن منعقد کیے جائیں گے اور ان میں اہلِ مدارس اور پوری قوم کو حقائق سے آگاہ کیا جائے گا۔

11- پاکستان کے دینی مدارس وجامعات میں دیگر ممالک سے طلبہ وطالبات دینی تعلیم حاصل کرنے آتے تھے اور وہ واپس جا کر اپنے اپنے ممالک میں پاکستان کے غیر سرکاری سفیر کا کردار ادا کرتے تھے، نامعلوم وجوہات کی بنا پر غیر ملکی طلبہ کو ویزے دینے بند کر دیے گئے اور اس طرح رضا کارانہ سفارت کاری کا باب بند کر دیا گیا اور اب وہ لوگ بھارت کا رخ کرتے ہیں اور اس کا فائدہ بھارت کو پہنچ رہا ہے، جبکہ ساری دنیا میں تعلیم وتعلم کے لیے روابط کھلے رہتے ہیں، خود ہمارے ملک کے طلبہ مختلف شعبوں میں اعلیٰ تعلیم کے لیے دنیا بھر کے ممالک جاتے ہیں اور ایسے عالم میں کہ ہم ایک ایک ڈالر کے محتاج ہیں، زرِ مبادلہ باہر جا رہا ہے، جبکہ دینی مدارس وجامعات میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ وطالبات اپنے اپنے ممالک سے زرِ مبادلہ پاکستان لا رہے تھے۔ خود ہماری یونیورسٹیوں میں بھی بیرون ممالک کے طلبہ زیرِ تعلیم ہیں۔

12- ہم ایک بار پھر حقیقی بااختیار اربابِ اقتدار کو پیغام دینا چاہتے ہیں: ملک وملت کا مفاد اس میں ہے کہ دینی مدارس وجامعات کو حریف سمجھنے کے بجائے حلیف سمجھا جائے۔ پراپیگنڈے اور بدگمانیوں پر قائم کردہ تاثر کو ذہنوں سے نکالا جائے اور حسنِ ظن اور اخلاص کے ساتھ مسائل کو سلجھایا جائے۔

13- اتحادِ تنظیماتِ مدارس پاکستان کا پہلا صوبائی کنونشن ۲۸/ اگست ۲۰۲۴ء بروز بدھ صبح ۹/ بجے کراچی میں منعقد ہوگا۔

14- اتحادِ تنظیماتِ مدارس پاکستان کی رکن تنظیمیں حسب ذیل ہیں:

(الف) وفاق المدارس العربیہ پاکستان

(ب) تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

(ج) وفاق المدارس الشیعہ پاکستان

(د) وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان

(ہ) رابطۃ المدارس الاسلامیہ پاکستان

سرزمینِ فلسطین (اہمیت وفضیلت)
قرآن وحدیث کی روشنی میں (دوسری اور آخری قسط)

مولانا محمد ارشد خان
فاضل دار العلوم دیوبند (وقف)، انڈیا

⑤: سفرِ معراج میں بیت المقدس میں حاضری

سفرِ معراج میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اولاً بیت المقدس لے جایا گیا جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی، پھر آسمان کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ (شرح مشکل الآثار: ۱۲/ ۵۳۸)

⑥: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ مکرمہ سے بیت المقدس کا نظارہ فرمانا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفرِ معراج سے واپس تشریف لائے اور آپ کے سفر کی بابت کفارِ مکہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس سے متعلق حالات، دروازے اور کھڑکیوں کی تعداد سے متعلق سوالات کیے تو بطور معجزہ یکدم سارے حجابات درمیان سے مرتفع ہوگئے اور بیت المقدس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کردیا گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دیکھ کر سارے جوابات ارشاد فرمائے۔ (مستفاد: صحيح البخاري، ت: تقي الدين ندوي: ۳۸۸/ ۳، رقم الحديث: ۳۸۸٦)

⑦- ہرقل کا بیت المقدس سے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو خط لکھنا

سن ٦ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شاہانِ عالم کی طرف دعوتِ اسلام کے خطوط روانہ کرنا شروع کیے تو ان میں ایک خط آپ نے قیصر روم کو بھی ارسال فرمایا، قیصر روم اس وقت ایلیا یعنی بیت المقدس میں تھا، اس نے عرب کے کسی باشندے کو طلب کیا، اتفاق سے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سفر تجارت پر شام گئے ہوئے تھے اور اس وقت آپ غزہ میں مقیم تھے، تو اس کے حواریوں نے آپؓ کو اس کے روبرو پیش کیا، پھر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت ابوسفیانؓ سے مکالمہ کیا، جس کے بعد حضرت ابوسفیانؓ وغیرہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت واہمیت طاری ہوگئی۔ (مستفاد از سیرتِ مصطفی: ۳٦٦/ ۲)

⑧: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیت المقدس کے قریب دفن ہونے کی خواہش

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساتھ وادیِ تیہ میں تھے، اچانک ایک دن آپ کے پاس ملک الموت تشریف لائے، حضرت نے انہیں ایک چپت رسید کی، جس سے ان کی آنکھ پھوٹ گئی، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی دوبارہ لوٹائی اور انہیں دوبارہ حضرت کے پاس بھیجا، انہوں نے آ کر اللہ تعالیٰ کا حکم آپ کو سنایا کہ اگر آپ رہنا چاہتے ہیں تو فلاں بیل کی پشت پر ہاتھ پھیریں تو اس کے بال کے بقدر آپ کی عمر میں اضافہ کر دیا جائے گا، اس موقع پر حضرت نے اللہ تعالیٰ سے بیت المقدس (فلسطین) کے قریب دفن کی خواہش ظاہر فرمائی۔
(مستفاد: صحيح البخاري، ت: تقي الدين ندوي: ٦٣٩/ ١، رقم الحديث: ١٣٣٩)

فائدہ: ملک الموت انسانی روپ میں آئے تھے، اور بلا اجازت واطلاع آئے تھے تو آپ علیہ السلام نے سرزنش کے طور پہ ضرب لگائی۔ (مستفاد از انعام الباری: ۷/ ۵۰۷، نجاح القاری: ۸/ ۳۶۴)

⑨: ارضِ مقدسہ میں فتنوں کے حوالے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارضِ مقدسہ میں خلافت کے قائم ہونے پر فتنوں کی پیش گوئی فرمائی ہے، نیز اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی علامت بھی قرار دیا ہے، اکثر شارحین کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد سرزمینِ شام ہے اور خلافت سے مراد خلافتِ بنو اُمیہ ہے۔ (أبو داود مع بذل المجهود: ١٠٣/ ٩، رقم الحديث: ٢٥٣٥)

⑩- بیت المقدس انبیاء علیہم السلام کا منبرِ دعوت رہا ہے

حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ایک مرتبہ پانچ باتوں کا حکم فرمایا، معاً بنی اسرائیل کو ان باتوں کی طرف دعوت کا بھی حکم دیا تو آپ علیہ السلام بیت المقدس تشریف لے گئے اور بنی اسرائیل کو اس میں جمع فرما کر ارشادِ ربانی سے انہیں آشنا کیا۔ (مستفاد: سنن الترمذي قديم، كتاب الأمثال: ٥٧٦/ ٢)

⑪- دجال سے بیت المقدس کا تحفظ

دجال کے خروج کے بعد اس کی شر انگیزی اور دسترس سے کوئی چیز بچ نہ سکے گی، بے شمار استدراجات اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوں گے، اس کے ایک ہاتھ میں جنت اور دوسرے میں دوزخ ہوگی، اہلِ ایمان شدید ابتلاء وآزمائش سے دوچار ہوں گے، دجال کی ریشہ دوانی کسی ایک خطہ تک محدود نہ ہوگی کہ لوگ کسی محفوظ خطہ کی طرف منتقل ہو جائیں، بلکہ چند دنوں میں پورے عالم کا وہ چکر لگا لے گا، البتہ بنصِ حدیث مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، مسجدِ اقصیٰ اور طور اس کے قدم پر فتن سے محفوظ ہوں گے۔ (مسند الإمام أحمد: ١٨٠/ ٣٨)

⑫- شام میں فساد کا وقوع خیر سے محرومی کا باعث ہوگا

جب اہلِ شام میں بگاڑ آ جائے گا تو خیر وہاں سے اُٹھالی جائے گی، عند البعض اس سے مراد بنو امیہ کا

دور ہے، اسی طرح جب جب وہاں بگاڑ ہوگا تو خیر سلب کرلی جائے گی، تاہم قیامت تک ایک جماعت حق پر قائم رہے گی اور بلا خوف لومۃ لائم اپنی ذمہ داری ادا کرتی رہے گی۔ (مستفاد من تحفة الألمعي: ٥/ ٥٧١)

⑬: شام میں خصوصی رحمتِ حق

اہلِ شام کے لیے حضور اکرم ﷺ کی خصوصی دعائیں اور بشارتیں رہی ہیں، انہیں میں سے ایک مژدہ جانفزا یہ بھی ہے کہ ملائکہ خداوندِ قدوس اہلِ شام پر اپنا پر پھیلائے ہوئے ہیں، مراد اس سے کفر، مہلکات و موذیات سے تحفظ اور خصوصی برکات ہے۔ حافظ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ: طوبیٰ سے مراد یہ دعا ہے کہ: ’’اللّٰهم طيبها بكثرة المؤمنين و الخواص من أمتي لكثرة الأنبياء بها.‘‘ (سنن الترمذي: ٢/ ٧١٤)

⑭: -فتنوں کے دور میں شام کو اپنا مسکن بناؤ

ملک شام کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ حضر موت جو کہ عدن کے قریب واقع ہے جب اس میں آگ بھڑک اُٹھے گی یا عند البعض جب وہاں سے فتنے رونما ہوں گے تو اہلِ ایمان کو اپنا تحفظ اور متاعِ ایمان کی حفاظت کے لیے شام کا رخ اختیار کرنا چاہیے، کیونکہ ملک شام اس وقت اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت گاہ بنا ہوا ہوگا۔ (سنن الترمذي: ٤٩٢/ ٢)

⑮ -فتنوں کے زمانے میں شام دارالہجرت ہوگا

قربِ قیامت میں جب شورش و فتنے ہر جانب سے رونما ہوں گے، ناگفتہ بہ حالات ہوں گے، پرفتن حوادث وقوع پذیر ہوں گے تو اس پرآشوب دور میں اہلِ ایمان اپنے متاعِ دین واسلام کے تحفظ کے لیے ہجرت پر آمادہ ہوں گے، نیز انہیں ہجرت کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دارالہجرت یعنی شام کا ہی رُخ کرنا ہوگا، تاکہ حفظ وامان میسر آئے۔ (أبو داؤد مع البذل: ٩/ ١٧، رقم الحديث: ٢٤٨٢)

⑯: -فتنوں کے زمانے میں شام میں دینی حصار ہوگا

حضور اکرم ﷺ کو بذریعہ خواب دکھلایا گیا کہ فتنوں کے زمانے میں دین وایمان کا تحفظ شام میں ہوگا، لہٰذا آپ ﷺ نے قربِ قیامت میں فتنوں کے وقوع پذیر ہونے کے بعد شام کی طرف ہجرت کا حکم صادر فرمایا۔ (مستفاد: فتح القريب المجيب شرح الترغيب و الترهيب: ١٢/ ٣٨٢)

⑰: -شام کے لیے برکت کی دعا

حضور اکرم ﷺ نے شام کے لیے برکت کی دعائیں مانگی ہیں:

’’عن ابن عمرؓ قال: ذكر النبي ﷺ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا.‘‘ (صحيح البخاري، ت: تقي الدين: ٩/ ٢٠٩، رقم الحديث: ٧٠٩٤)

شیخ اسماعیل ہنیہ شہید رحمۃ اللہ علیہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

شیخ اسماعیل ہنیہ شہیدؒ فلسطینی اتھارٹی کے سابق وزیر اعظم ، بورڈ آف ٹرسٹیز کے سیکریٹری ، فلسطینی مزاحمتی تنظیم کے سیاسی ونگ کے سربراہ اور اسلامی مزاحمتی رہنماؤں میں سے ایک تھے، جو فلسطین کو صہیونی قبضے سے آزاد کرانے کی تگ ودو میں رہتے تھے، نیز شیخ احمد یاسین شہیدؒ کے دفتر کے سربراہ بھی رہ چکے ہیں۔ انہیں ۳۱/ جولائی ۲۰۲۴ء کو ایران کے دارالخلافہ تہران میں اس وقت شہید کیا گیا جب وہ ایران کے صدر مسعود زشکیان کی حلف برداری کی تقریب میں شرکت کے لیے ایران آئے ہوئے تھے، کہا جاتا ہے کہ اسرائیل کی جانب سے ان کی اقامت گاہ کو نشانہ بنایا گیا، جس میں وہ اپنے ایک محافظ سمیت شہید ہوگئے۔ انہیں بجا طور پر ’’فلسطینی مزاحمت کی علامت‘‘ اور ’’شہیدِ قدس‘‘ کا لقب دیا گیا ہے۔

شیخ ہنیہؒ کا تعلق غزہ شہر کے ساحل پر واقع پناہ گزین کیمپ سے تھا، جہاں وہ ایک پناہ گزین خاندان میں ۱۹۶۲ء میں پیدا ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب عرب اسرائیل جنگ کے بعد اسرائیل نے غزہ کا محاصرہ کرلیا تھا۔ اسماعیل ہنیہؒ نے فلسطینی پناہ گزینوں کے لیے اقوام متحدہ کے ادارے اونروا کے زیر انتظام اسکولوں میں تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں اسماعیل ہنیہؒ نے غزہ شہر کی اسلامی یونیورسٹی میں عربی ادب کی تعلیم حاصل کی اور دورانِ طالب علمی اسلامی طلبہ تنظیم میں شامل ہوئے جو بعد میں حماس کی صورت میں سامنے آئی۔ ۱۹۸۷ء میں اسرائیلی قبضے کے خلاف پہلی انتفاضہ (انقلاب) کے دوران ہنیہؒ فلسطینی نوجوانوں کے احتجاج میں شامل رہے اور اسی دوران حماس کی بنیاد رکھی گئی۔ آپ نے ایک انٹرویو میں اپنے بارے میں یوں روشنی ڈالی ہے:

’’میرے والد صوفیا میں سے تھے، وہ شیخ طریقت تھے، ان کے پاس مشائخ آتے تھے اور وہ ذکر کی مجالس قائم کرتے تھے۔ میں اسی ماحول میں پلا بڑھا، ہمارے گھر کے قریب ہی خانقاہ ہوا کرتی

تھی، وہاں میرے والد صاحب مجالس قائم کرتے تھے، میں ان مجالسِ ذکر کو دیکھا کرتا تھا، تعزیتی مجلسیں ہوتی تھیں، ان میں تین دن تک قرآن کریم پڑھا جاتا تھا، میں بھی بعض مجالس میں قرآن کریم پڑھتا تھا، تعزیتی مجلسوں میں شریک ہوتا تھا، خاص طور پر اس وقت جب میں کچھ بڑا ہوگیا تھا، ستر کی دہائی کے آغاز میں۔ نیز میرے والد محترم مسجد کے مؤذن تھے، مسجد ہمارے گھر سے قریب تھی، وہ نمازِ فجر کی اذان کا اہتمام کرتے تھے، میری عمر تقریباً چھ سال تھی، وہ روزانہ مجھے جگاتے تھے، میں ان کے لیے چراغ لے کر جاتا تھا، کیونکہ اس وقت مسجد اور راستوں میں بجلی نہیں ہوتی تھی، میں جا کر مسجد کے دروازے کھولتا، وہ اذان دیتے پھر میں ان کے ساتھ نماز ادا کرتا۔ میرے بننے میں، میرے افکار تشکیل پانے میں، میرے نفس کو دین اور شعائرِ اسلام کے قریب کرنے میں، حتّٰی کہ صوفیت کے قریب کرنے میں یہ پہلی تربیت تھی جو مجھ پر بہت زیادہ اثر انداز ہوئی۔‘‘

اسماعیل ہنیہ شہیدؒ کئی دفعہ اسرائیل کے توسط سے گرفتار ہوئے اور ۱۹۸۹ء میں تین سال تک انہیں قید خانے میں رکھا گیا۔ ۱۹۹۲ء میں انہیں حماس اور تحریکِ جہاد اسلامی فلسطین کے کئی سرگرم کارکنوں کے ساتھ ایک سال کے لیے لبنان کے جنوب میں مَرج الزُّھور نامی جگہ پر جلاوطن کیا گیا۔ اسماعیل ہنیہ شہیدؒ نے ۶ رمئی ۲۰۱۷ء کو خالد مشعل کے بعد حماس کی سیاسی قیادت سنبھالی۔ اس سے پہلے وہ ۲۰۰۶ء میں فلسطین کے عام انتخابات میں کامیاب ہوکر فلسطینی اتھارٹی کے وزیر اعظم منتخب ہوئے، تاہم جون ۲۰۰۷ء میں فلسطینی اتھارٹی کے صدر محمود عباس نے انہیں اس عہدے سے ہٹا دیا۔ ہنیہؒ کو امریکا نے ۲۰۱۸ء میں دہشت گردوں کی فہرست میں شامل کیا۔ اپنی عمر کے آخری سالوں میں وہ قطر میں زندگی بسر کرتے تھے۔ اسماعیل ہنیہ شہیدؒ اپنی جدوجہد اور سیاسی سرگرمیوں کے دوران مزاحمتی بلاک کے راہنماؤں کے ساتھ تعاون اور رابطے میں رہے۔

اسماعیل ہنیہ شہیدؒ کے چند جملے

’’ہم تسلیم نہیں کریں گے، ہم تسلیم نہیں کریں گے، ہم اسرائیل کو تسلیم نہیں کریں گے۔‘‘

’’خدائے واحد کے حکم سے قلعے نہ گریں گے، نہ قلعے ٹوٹیں گے اور نہ عہدوں کو ہم سے چھین لیا جائے گا۔‘‘

’’ہم وہ لوگ ہیں جو موت کو اسی طرح پسند کرتے ہیں جیسے ہمارے دشمن زندگی سے پیار کرتے ہیں۔‘‘

اسماعیل ہنیہؒ کا قتل حماس کے لیے ایک بڑا نقصان ہے، لیکن اسرائیل کی جانب سے ماضی میں بھی حماس کے رہنماؤں کو قتل کیا جاتا رہا ہے، جس نے فلسطینی مزاحمت کو کمزور کرنے کے بجائے مزید مضبوط کیا ہے۔

اسماعیل ہنیہؒ کی زندگی فلسطینیوں کے حقوق اور آزادی کی جدوجہد کے لیے وقف تھی اور ان کا نام فلسطینی تحریک کے اہم رہنماؤں میں ہمیشہ یادرکھا جائے گا۔ ۶ رمئی ۲۰۱۷ء کو اسماعیل ہنیہؒ کو حماس کی شوریٰ نے سیاسی شعبے کا سربراہ منتخب کیا۔

اسماعیل ہنیہؒ نے سولہ سال کی عمر میں اپنی کزن امل ہانیہ سے شادی کی، اور ان کے ۱۳ بچے تھے، جن میں آٹھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کے آٹھ بیٹوں میں سے تین بیٹے اور چار پوتے، پوتیاں ۱۰ر اپریل ۲۰۲۴ء کو غزہ کی پٹی پر عید کے دن ہونے والے ایک اسرائیلی فضائی حملے میں شہید ہوئے تھے۔ حماس سے منسلک میڈیا کے مطابق اسماعیل ہنیہؒ کے بیٹے ایک گاڑی میں سفر کررہے تھے، جب غزہ کی پٹی میں ایک کیمپ کے قریب انھیں نشانہ بنایا گیا۔ اسماعیل ہنیہؒ نے ایک بیان میں کہا تھا کہ: اس واقعے سے حماس کے مطالبات میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔

ان کی شہادت پر دنیا کے مختلف سیاسی اور مذہبی راہنماؤں اور تنظیموں کا ردِعمل سامنے آیا اور مختلف اسلامی ممالک میں ان کے قتل کے خلاف مظاہرے کیے گئے۔ ان کی پہلی نمازِ جنازہ تہران میں ادا کی گئی، جس میں کثیر تعداد نے شرکت کی۔ دوسرے روز ان کا جسدِ خاکی قطر لے جایا گیا، جہاں مسجد محمد بن عبدالوہاب میں ان کی دوسری نمازِ جنازہ کے بعد انہیں سپردِ خاک کیا گیا۔

جامعہ کے رئیس حضرت مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، نائب رئیس حضرت مولانا سیّد احمد یوسف بنوری، ادارہ بینات، جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ، محترم جناب اسماعیل ہنیہؒ کی شہادت کو جہادِ فلسطین کے لیے ایک بہت بڑا سانحہ سمجھتے ہیں، اُن کے ورثاء اور لواحقین سے تعزیت کرتے ہیں، اور دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی شہادت کی برکت سے ارضِ فلسطین کو آزادی نصیب فرمائے، قبلۂ اوّل کو صہیونیوں کے قبضے سے آزاد فرمائے، اور مجاہدینِ فلسطین کو کامیاب وکامران فرمائے، آمین بجاہ سیّد المرسلین!

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....

دار الإفتاء

صفر المظفر سے متعلق اہم مسائل

ادارہ

صفر کے آخری بدھ میں بیماری سے بچاؤ کے لیے خاص عمل کرنے کا حکم

سوال

میرے دادا جان صفر کے مہینے کے آخری بدھ چند مرتبہ یاسین شریف اور درود شریف پڑھ کر رات بھر عبادت کر کے صبح بواسیر کے مریضوں کو پانی دیا کرتے تھے۔ اب ان کے انتقال کے بعد یہ ذمہ داری مجھ پر آگئی ہے تو میں جاننا چاہتا ہوں کیا ان کا یہ عمل صحیح تھا یا نہیں؟ اور مجھے یہ عمل کرنا چاہیے یا نہیں؟ اور جو لوگ پانی لے جاتے ہیں، ان کا کہنا یہ ہے کہ ہم کو الحمدللہ اللہ تعالیٰ اس پانی کے ذریعے سے شفا دیتا ہے۔

برائے کرم مفتی صاحب اب بدھ کو چند ہی دن باقی ہیں تو میں جاننا چاہتا ہوں کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟ تاکہ میں گھر والوں کے سامنے اُسے بیان کرسکوں!

جواب

واضح رہے کہ ماہِ صفر کے آخری بدھ کے حوالے سے عوام الناس میں یہ مشہور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس روز مرض سے صحت پائی تھی، لوگ اس خوشی میں کھانا، شیرینی وغیرہ بھی تقسیم کرتے ہیں، اس حوالے سے جامعہ کے سابقہ فتاویٰ میں ہے:

’’ماہِ صفر کے آخری بدھ کے بارے میں لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اس روز آپ ﷺ مرض سے صحت یاب ہو گئے تھے، اس لیے عید کی طرح خوشیاں مناتے ہیں، خصوصًا مزدور طبقہ مالکان سے چھٹی مانگتا ہے، مٹھائی کے پیسے اور عیدی طلب کرتا ہے، یہ محض بے اصل اور بدعت ہے، کھانے پینے کی غرض سے لوگوں نے اس کو ایجاد کیا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صفر کے آخری بدھ کو رسول اللہ ﷺ کے مرضِ وفات کی ابتدا ہوئی تھی۔ دیکھیے: